سوانح

شہید جلال بابا

فاتح پکھلی ـــــ (ہزارہ)

Pakistan National Centre
Library
Pakistan Military Academy
Kakul Cadet College
Barrier
Mansehra

مرتبہ

محمد خواص خان

ناشر

مجلس علم و ادب
پوسٹ بکس ۷۵۸ - راولپنڈی

Pakistan Sc... Documentation Centre
Darrasi Maqalat Section

مرتب و مولف ـــــ محمد خواص خان اگروڑہ اعوان
موضع ـــــ ہیڑاں ضلع تحصیل بانسہ
ڈاکخانہ ـــــ برانچ بائی ترا
تاریخ اشاعت ـــــ نومبر سنہ ۱۹۸۲ء
تعداد ـــــ ۲۰۰
کتابت ـــــ قلمی

قیمت ـــــ
۲۰۵۰ روپے

۹۲۰
خ - ۱۵۲
۱- جدول بابا رسید - سورج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

یوں تو راقم نے بہت پہلے بعض مضامین کے شروع میں سید جلال بابا ؒ کا ذکر کیا ہے، اور پھر سید علی ترمذی ؒ مدفون کے حالات بھی علیحدہ سید علی ہمدانی ؒ کے ساتھ بعد میں ذکر ہوئے۔ لیکن چند ماہ سے سید جلال بابا ؒ کے مفصل حالات علیحدہ طور پر بھی جمع کرنیکا خیال پیدا ہوا، تاکہ یہ جملہ مواد متفرق الگ بھی نظر آئے۔ جو کچھ تاریخوں بازبانی روایات سے علاوہ حاضر ہے۔ شجرہ نسب آخر پر درج کیا گیا ہے تاکہ تعارف میں مزید مدد ملے۔ اور شجرۃ الانساب کی کاپیوں میں بھی مفصل کچھ نہ کچھ ترتیب دیا ہوا ہے۔ چونکہ ترکوں کے دور میں پکھلی آئے۔ اور پھر پکھلی محاذ کو فتح کیا "فاتح پکھلی" میں نے تجویز کیا۔ انکی اولاد زیادہ تر اسی حصہ پکھلی و مضافات تحصیل ہنہرہ میں پائی جاتی ہے۔ لہذا انکی نسل کو سید جلالی کہتے ہیں۔ انکا آخری سلسلہ حضرت امام حسینؓ فرزند حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ حسینی سید ہیں۔ بخلاف اولاد امام حسنؓ پسر کلاں حضرت علیؓ کہ انکی اولاد کو حسنی کہتے ہیں۔ اور حضرت غوث جلالی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی کی اولاد کو سادات حسنی گیلانی سے یاد کرتے ہیں۔ سید جلال بابا کے بیشتر حالات ابھی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہی بات زیادہ قرین قیاس ہے۔ کہ انھوں نے زندگی کا اکثر حصہ پکھلی میں گذارا۔ اور یہیں وفات پائی۔

اور جوگرہ ننگ میں مدفون ہوئے مزار آج بھی مرجع خاص و عام ہے ۔
انکی اولاد اکثر سادات کاغان میں، اور کل ضلع میں پھیلے ہوئے دیہات میں ہیں
جنہوں نے ہر دور میں آج تک مسلسل شہرت پائی ۔ رئیس، جاگیردار
گذرے، صوبہ میں نائندے و وزیر رہے، اور اسی دور میں کہ ۱۹۸۲ء
ہے آج بھی انکی اولاد الحاج سید قاسم شاہ کوائی ضلع مانسہرہ میں چیرمین
ہے۔ "سادات کاغان" کا کچھ ذکر علیحدہ اکٹھا کر لیا ہے۔ افسوس کرنے
والوں کی کمی ہے۔

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۸۲ء
18 اکتوبر 1982ء

والسلام علی من اتبع الھدیٰ
حقیر الناس محمد خواص خان

سید جلال بابا حضرت سید علی ترمذیؒ کی چوتھی پشت سے ہیں، سید علی ترمذیؒ کا کچھ احوال ہم نے علیحدہ کاپی پر اکٹھا کر کے تحریر کر لیا ہے، سید جلال بابا تاریخ کی کتابوں میں تو گمنام ایک نامور ہستی گذرے ہیں اس لیے انکا احوال قدر معلوم کتابوں سے سمیٹ لیا گیا ہے انکی ابتدائی زندگی کے متعلق صرف اتنا کچھ معلوم ہوتا ہے، یا ہدایت کی جاتی ہے، کہ وہ دینی علوم کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے وقت کے علم دوار بزرگوں کے ساتھ مساجد میں دور دراز بھی نکل جاتے تھے مجھے تاریخ القریش جو خانخیل خاندان ضلع مانسہرہ، گرامی حبیب اللہ وغیرہ کے خواتین کے متعلق فارسی میں لکھی گئی ہے، دستیاب ہوئی ہے، اس سے کچھ حالات درج کرتا ہوں، جس سے خود انکے اور سید جلال بابا کے حالات پر روشنی پڑتی ہے، لکھا ہے،

اس خاندان کا حال جو تاریخوں سے اقتباس ہے، مختصر کرتے ہوئے بائیے خاندان سے شروع کیا جاتا ہے، اور بھائی خان کے اجداد کے حالات جو عرب اور روم میں حکمران تھے، اور لقب سلطانی سے منتخب تھے، نظر انداز کر دیے جاتے ہیں، تاریخ دانوں سے مخفی نہ ہونا چاہیئے، کہ اصل

مولوی فارسی اقتدر رشتہ زبان میں ہے، کہ میں خود بھی اسکا ترجمہ کر سکا، نیز ڈاکٹر شیر بہادر خان ایبٹ آباد نے مکمل متن کا ترجمہ کر کے مجھے ارسال کیا، تاریخ قریش میں نے بھی نقل کر لی تھی (مرتب)

اس خاندان کا عربی و قریشی اور کی مدنی میر رومی محمد بن ابوبکر الصدیق رضی
(یعنی صدیقی ہیں خواص) کہ اس کی انتالیسویں پشت سے عبدالرحمن خان
(عیسیٰ خان کا اصل نام خواص) بن شہر یار خان (نبیرہ یعقوب شاہ) بن سلطان
یحییٰ ہے۔ خان موصوف کے آبا و اجداد مدینہ، شام، دمشق، بغداد، کوفہ
جیلان فرمان روا گذرے۔ گردش روزگار سے جلاوطنی اختیار کی۔ اور آخر کھلی
میں پہنچکر اس کے مالک ہوئے۔ اسکی تفصیل اسطرح ہے۔ کہ مراد خان
بن عبدالرحمن خان (عرف بھائی خان خواص) عبدالنبی خان (جو کہ اسی خاندان سے تھا)
سے نسبت فرزندی رکھتا تھا۔ (یعنی عبدالنبی کا داماد تھا) جب اس خاندان نے
وطن چھوڑا، تو عبدالنبی اپنے داماد مراد خان منزلیں طے کرتے ہوئے پکھلی
میں وارد ہوئے۔ اُن دنوں میں شاہ محمود ترک کا پکھلی پر قبضہ تھا۔ (یعنی
حکومت تھی)

عبدالنبی خان نے حسب نسب شرافت کیوجہ سے دربار میں خاص رسوخ
حاصل کرلیا۔ اُدھر عبدالرحمن خان بھی کئی مراحل طے کرکے "بونیر" پہنچا
اُس جگہ سید جلال بابا جو پیر بابا، سید علی ترمذی کی چوتھی پشت سے
تھا، شناسائی و موافقت کا اتفاق ہوگیا۔ چونکہ ہر دونوں عبادت گزار
نیک آدمی تھے اور نیز محبت "مزید" زیادہ محبت ہر دونوں میں
ہونے کا باعث بن گئی۔ خان ممدوح نے سید جلال بابا کی موافقت کی۔
کہ وہ بھی اس دیار میں غریب الوطن تھے۔ غنیمت خان کو وہیں اقامت پذیر

ہوگئے۔ ایک دن ہر دو صاحبان کشمیر کی سیر کے ارادہ سے چل دیئے، اور اثنائے سفر "گلی باغ" جو ترکوں کا پکھلی میں دار الخلافہ تھا پہنچے۔ اُس زمانے میں گلی باغ مثل شہر ہائے ہندوستان کے کثرت سے آباد تھا، اور جگہ جگہ پختہ عمارتیں اور بازار و گلیاں آراستہ اور باغ و درخت پیراستہ جو اسم با مسمّٰی تھا۔ قیام فرمایا۔ اور بھائی خان کا لڑکا (مراد خان خواص) جیسے کہ پہلے ذکر کیا گیا موجود تھا۔ مراد خان اور عبد النبی کی وساطت سے محمود شاہ (ترک) سے ملاقات ہوگئی۔ اور عجب اور باعث "الفتح" عزم کشمیر ترک کیا۔ (یعنی وہیں رہ پڑے خواص)

آخر کار عبد النبی خان کی وساطت سے اور سید جلال بابا کی خاندانی فضیلت کی وجہ سے سلطان محمود نے انہیں دامادی میں قبول کر لیا۔ علاوہ ساز و سامان کثرت کے جہیز میں درہ بمبوگڑ منگ دیکر وہاں آباد کر دیئے۔ پکھلی کے لوگ تمام بوجہ خاندانی بزرگی کے مرید اور تابعدار ہوگئے۔ سلطان محمود (ترک) کو یہ امر باعث رشک و بدگمانی بن گیا۔ قتل کے درپے ہوگیا۔ (سید جلال بابا کے) اور کہ آدمی انکی ہلاکت کے لئے بھیجے۔ چنانچہ ایک آدمی

جو یہاں کتاب ظلی میں حروف تخفف میں کسی نام کیطرف اشارہ ہے۔ یا باعث الفت کے یہاں زبانی روایت کیا گیا ہے۔ کہ ترک بادشاہ کی ان سے محبت ہوگئی تھی۔ اور جب ترک حکمران نے انہیں قتل کرنیکا مصمم ارادہ بنایا تو انہیں اس کی خبر ہوگئی۔ ترکی کو اس منصوبے کی خبر ہوئی، تو کسی کو خبرداری کیلئے سید جلال بابا کے پاس بھیجا۔ خبر یہاں اور قاتل یکہ پہنچے سید جلال بابا خبردار ہوئے، اسلئے بھاگنے میں کامیاب ہوگئے۔

نے "ڈک" (ڈاڈا) کے مقام علاقہ بھمبر گڑھ منگ میں تیر کا نشانہ بنایا، حیات باقی تھی، جان سلامت لے گئے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بابا صاحب کا مُنہ زخمی ہو گیا اور زندگی سے بے اختیار ہو کر اپنے رفیق عبدالرحمان کو ساتھ لیکر پونیر کا رُخ کیا۔ (شاید مُراد خان بھی انکے ہمراہ ہو گیا آگے بیان میں آیا ہے کہ لشکر کشی میں وہ بھی شریک تھا خواص) سوات اور پنیر کے لوگ جو انکے جد امجد پیر بابا سے نہایت عقیدت مندی رکھتے تھے۔ سید جلال بابا کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) کے ایک عالم سید غفور شاہ جو اسی خاندان سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ سید جلال بابا نے اپنی بیوی کے گلے کے سونے کا ہار وہاں کے حکمران خان کو دیا، جو مددگار ہوا۔ دونوں باتیں ممکن ہیں خواص [illegible] ہزار سپاہ اور اور خونخوار پٹھانوں کا لشکر مراد خان [illegible] جن جانبازوں کی کمر داری میں کمیلی پر حملہ آور ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی لشکر ہے کہ اب قوم

[illegible] مجھے یہاں حروف مقطعات سے کچھ اسی قسم کا شبہ تھا کہ سید جلال [illegible] چگلہ یہاں آئے اور باتوں باتوں میں اپنی سُنی ہوئی سینہ بسینہ روایات بیان کی اور میرے شبہ کو تقویت ہوئی۔ بعض روایات میں تلوار کے زخم کا ذکر ہے۔ کیونکہ تلوار "راہزن" متعدد بھی بیان ہوئے ہیں۔

تاریخ حزارہ وغیرہ میں رقم خرچ کرنے کی تعداد تقریباً چار ہزار بیان کی جاتی ہے۔ جو اُس زمانے کے لحاظ سے کثیر ہی ہو سکتی ہے۔

سید جلال شاہ ولد سید [illegible] سید محمد ترمذی وار سید جلال شاہ

سواتی

سواتی مشہور ہوا اور سواتی کبوتر جو تبت بھی اس سے ظاہر ہوتی ہے،
(سواتی کی املاء مختلف ہوئی ہے۔ خواص)

یہ لشکر پہلے پہل تلہ چھانجل (چینجل) نزد ٹاکوٹ کہ ترکوں کا آخری سرحدی تلہ تھا، حملہ آور ہوئے۔ بھاری لڑائی واقع ہوئی، لیکن تلہ فتح نہ ہوا۔ ایک لمبے محاصرہ کے بعد فتح یاب ہوئے۔ بعد فتح "چھانچل" پکھلی کیطرف رُخ کیا۔ اور کوہ ٹنگلائی جو میدان پکھلی کے سر پر واقع ہے، اور پکھلی میں دریائے سرن چلتا ہے۔ (اور جو گلی باغ کے قریب سے گذرتا ہے۔ خواص) وہاں انھوں نے (سواتی پھچل) یعنی ایک حیلہ کیا۔ (اور یہ حیلہ سوراتی چل مشہور ہو گیا) "الحرب خدعۃ" لڑائی داؤ گھات کا نام ہے اور اسکا جواز ہے۔ انگریزوں نے کھار اور دیولوں تلہ کہ چیڑ کے چھوٹے چھوٹے پودے (یا شاخیں خواص) کا ٹکڑا کے عصا (سونٹے) بنائے اور "ٹوپل" یعنی ٹکاس "ٹوپل کہتے ہیں ہیں) کے جوتے بقدر ایک گز لمبے بنا کر سر پر ہیں

فی ۱۱

سلطنت تاریخ مزارہ راجہ ارشاد میں اختلاف ہے، وہ مراد خان کو موجد الزام ٹھہراتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ جو گلی باغ ہی میں تھے، چنانچہ ص ۲۳۲ پر لکھا ہے کہ جب سید جلال بابا نے پکھلی پر حملہ کیا، تو یہاں انکا دیرینہ دوست مراد خان پکھلی کے معاملات چلا رہا تھا، اسلئے یہ اندازہ کر لینا کچھ مشکل نہیں، کہ ان دونوں کے درمیان مفاہمت کے کتنے امکانات موجود ہو سکتے تھے۔

(۱) میں نے سینہ بسینہ ایک روایت سنی ہے، جو غالباً پہلے کسی تحریر میں نہیں آئی ہو گی، وہ یہ ہے۔ کہ جب سید جلال بابا تلہ مذکور چھانجل سندھ کے کنارے پہنچے

حاشیہ ۹

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹)

نوشہ فتح نہ ہوتا تھا۔ بھائی خان بھی اُس لشکر میں موجود تھا۔ سید جلال بابا نے آخر کار آواز دی کہ میں درخت سے لٹکتا ہوں، اس حالت میں کہ پیر زمین سے نہ لگیں، گویا کہ اپنے آپ کو پھانسی پر لٹکاتا ہوں، کوئی آدمی ایسا میدان میں نکل آئے، جو تاڑے کا کچھ یعنی آزاد بند کا پکا ہو (وہ شخص جس کا عمر بھر کسی غیر عورت سے میل ملاپ نہ ہوا ہو) تو کوئی بھی نہ نکلا سوائے بھائی خان کے، چنانچہ سید جلال بابا نے اُن سے کہا، کہ جب میں اپنے آپ کو درخت سے لٹکا دوں تو آپ دوڑ کر قلعہ دیوار کو مونڈھا (کندھا) دے کر دھکا دیں، اگر دیوار گر جائے۔ تو فوراً واپس آکر رسّہ کاٹ دیں، اور اگر میں اُس وقت تک زندہ رہا، تو مجھے بچالیں، چنانچہ اُنکے لٹکنے کے دوران میں بھائی خان نے دوڑ کر مونڈھا لگایا اور دیوار گرا دی، پھر تیزی سے واپس آکر رسّہ کاٹا اور بابا کو بچالیا اُن میں زندگی کی رمق باقی تھی، ہم راہی لشکروں نے قلعے کے اندر داخل ہو کر اُسے فتح کرلیا، (یہ روایت اب تک تین آدمیوں نے مجھ سے بیان کی ہے اکبر شاہ ولد زینت شاہ سیدیاں نیل، محمد افسر خان بلاک آفسر (فارسٹر) سکنہ بگرام اور سید جلال شاہ پھگلہ، یہ تینوں حضرات اب تک زندہ ہیں، انکا کہنا ہے، کہ اس روایت کے بہت سے لوگ راوی ہیں، اس روایت پر اعتراض کئے جاسکتے ہیں، اسے روایت کی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے، اور اسے بابا سید جلال کی کرامت پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے اور اس امر سے بھائی خان کے گھر کی سرداری بھی ظاہر ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۹ سے

ڈالنے شروع کیے تاکہ ترک فوج یہ حال دیکھے کہ اس قسم کی قوم سے جو ایسی جوتیاں اور عصا رکھتے ہوں، مقابلہ مشکل ہے (یعنی مقابلہ مشکل سمجھ کر بھاگ نکلے)۔ دوسری زبانی روایات یہ بھی ہیں، جو اب تک سینہ بسینہ چلی آئی ہے اور نہایت قوی معلوم ہوتی ہے، کہ انھوں نے اپنے لشکریوں کو تنگلائی پہاڑی کی اونچی چوٹی پر بکھیر دیا، اور مکڑیاں جمع کر کے جگہ بہ جگہ الاؤ روشن کر دیئے تاکہ اس طرح فوج کی کثرت کا دبدبہ جم جائے، اور ترک فوج خوف زدہ ہوں نیز چپلوں، پوٹوں اور عصا وغیرہ کی قدر و قامت سے لوزاد سمجھ کر مقابلے سے کنارہ کشی اختیار کریں (یاد رہے کہ ہمارے پرگنی علاقوں میں دھان کی گھاس سے پاؤں کے برابر چپلیاں بنا کر اب بھی پہنتے ہیں گو جر لوگ ان کا استعمال کرتے ہیں، یہ صنعت میں بن جاتی ہیں، گو اب یہ رواج زمانے کی تبدیلی کے ساتھ گوجروں میں بھی کم ہو گیا ہے۔ کہ اب یہ لوگ مال دار ہیں، اور جوتے بوٹ وغیرہ خرید سکتے ہیں، اور یہ حالت تقریباً "گذشتہ دس سال سے بدل گئی ہے، شاہ محمود خورد (ترک حاکم بکھلی) اُن ایام میں بادشاہ جہانگیر (۱۶۰۵-۱۶۲۷) کی خدمت میں حاضری

سلہ یہ تاریخ آمدہ در نسخہ ملی قابل غور ہے، بلکہ غلط نظر آتی ہے، یہ عہد اورنگ زیب یا اُس کے بعد اس کے جانشینوں کا ہو سکتا ہے، تاریخ ہزارہ ویلس کے مطابق سید جلال بابا ۱۷۰۳ء میں بکھلی پر قابض ہوئے، تاریخ ہزارہ راجہ ارشاد صفحہ ۲۲۳ پر ۱۷۱۲ء لکھتے ہیں، لیکن اسکے لئے انھوں نے کوئی سند بیان نہیں کی،

کے لئے دیا گیا ہوا تھا۔ ملک خالی تھا، جنگ و جدل کے بغیر قبضہ ان کے ہاتھ میں آگیا، (ترک رات کو بھاگ نکلے)، سید جلال بابا نے مراد خان کے مشورے سے کچھ مقامات اُس کے لئے مخصوص کر کے چہارم حصہ پکھلی کا خود لے کر باقی لشکریوں میں تقسیم کر دیا، خاص خاص مقامات کے علاوہ لشکری اپنے حصے کی پیداوار غلہ سے بیت المال کے لئے تھے کچھ مدت کے بعد مقامات سرداری کے علاوہ نہم حصہ پھر اپنا مقرر کیا، چنانچہ ہر حصے کو نیم کئی کا نام دیا گیا، چنانچہ سکھوں اور انگریزوں کی عمل داری تک یہی تین چار چار سال بعد سب حصوں کو یکجا کر کے دیش یعنی تقسیم کرتے تھے، چنانچہ فی الحال مقبوضہ قبضہ کہ آخری دیش جو سکھوں کے عہد میں ہوئی، اسی تقسیم پر بحال ہے دیش کا نقشہ تاریخ ہزارہ دیس ۱۸۷۲ء میں مفصل درج ہے،

کتاب مذکور قلمی سے بیان سید جلال بابا اور فتح پکھلی کا ختم ہوا، (آگے خود انکا اپنا قومی حال درج ہے)

تاریخ تناول مرتبہ راقم میں عرض کیا گیا ہے، کہ جب سید جلال بابا نے اٹھارویں صدی کے شروع میں ترک حاکمان پکھلی سے (بہ امداد لشکر سواتیاں) علاقہ پکھلی ۱۷۰۲ء میں فتح کر لیا، تو جنوب مغرب میں بھی علاقہ تناول پر لشکر سواتی سے قبضہ کرنا چاہا، قوم تناولی کے لوگ ملک

نوٹ: یہاں سے مترشح ہوتا ہے کہ بھائی خان فتح پکھلی کے فوراً بعد انتقال کر گئے، تبھی انکا نام پہلی نہیں لیا گیا،

نونیر سے جاکر پیر امام بابا، نجم الدین بابا پسران سید مسعود بابا، برادر زادگان سید جلال بابا کو لے آئے اور اس طرح اپنے علاقے کو سید جلال بابا اور سواتیوں کے قبضے سے محفوظ کر لیا اسی موقعے سے سادات تناولی کی آمد و رفت شروع ہو گئی، قوم تناولی نے بھی بہ سبب عدد و دینے اور بندگ گرانا ہونے کے اس وقت کے دیہات سے ایک چوتھائی حصہ سید پیر امام کے بیٹے سعد الدین اور پیر امام کے بھائی نجم الدین کو دیا، سعد الدین اور نجم الدین دونوں کو سید جلال بابا کی لڑکیوں سے بیاہ کر دیا گیا، اور ہر دو دخترزوں کو موضع گندف اور کلنجر جیسے میں بخشا گیا۔

اسی طرح بت گرہ سے آگے جدون مزاحمت کیلئے تیار ہو گئے، پس وہاں حد مقرر ہو گئی، روایت ہے کہ جب سید جلال بابا نے سواتیوں کی اولاد سے ترکوں سے یہ علاقہ فتح کر لیا، تو کابل دخیل ہونے کے بعد جرگہ بمقام لر کوٹ مانہرہ منعقد ہوا کہ مانہرہ سے جدون و تنولی پر ہے اور گڑھی بر لر کوٹ کا مقام بھی راجہ ہزارہ و کشمیر کی سرحد پر ہے، ادھر تھاکوٹ بھی بلغستان میں بٹھان کی سرحد پر ہے، ہر بہار جگہ پر اصلی قبضہ قوم خان خیل کا قرار پائے، اور وہ حفاظت سرحدات کی کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا (ملاحظہ ہو تاریخ ہزارہ: شیر بہادر خان ص ۲۹۵)۔

لیکن تفصیل طلب امر ہے، اور مجھے اب تک اس سے آگاہی حاصل نہیں ہو سکی کہ سید جلال بابا کو یہ دیہات کیسے مل گئے، ان کا تو پکھلی سے آگے بڑھنا ثابت نہیں،

اُن ایام میں کہ سابقہ حکمرانوں سے ملک لے کر آباد کیا، اور انتظام لشکر جو متفرق لوگوں کا اردگرد جمع ہو گیا تھا، استمالت، ترویج اور دل جوئی ہر ایک کی اور نظم و ضبط برقرار رکھنا آسان کام نہیں تھا۔

"سیّد جلال بابا، دیوان راجہ بابا، بھائی خان اور مراد خان"

سیّد جلال بابا کے ذکر میں جو کچھ "تاریخ القریش" سے نقل ہوا، اُس میں عبدالرحمٰن عرف بھائی خان، مراد خان اور بھائی خان کا کچھ ذکر و نام تو پڑھ چکے ہیں۔ اب ایک اور بھی اسی معزز خاندان کی ایک قیمتی زندگی ہستی کا ذکر درپیش ہے، یہ ہے راجہ فقیر محمد المشہور بہ دیوان راجہ بابا (گلی باغ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

دیوان راجہ بابا پکھلی کے ترک حکمرانوں کے آخری دور میں گندگڑھ یعنی جبکہ شاہ محمود ترک خورد کا خاتمہ تھا، اور یہ اٹھارویں صدی کے شروع کا دور تھا۔ سیّد جلال بابا نے ۱۷۰۳ء کے لگ بھگ گلی باغ فتح کیا۔ راجہ بابا کا مفصل ذکر راقم نے دیوان راجہ بابا نامی کتابچے میں کر دیا ہے۔[1]

---

[1] "دیوان راجہ بابا" احوال اور آثار مع کلام: محمد خواص خان؛ مجلس علم و ادب: راولپنڈی۔ طبع اول دسمبر ۱۹۸۱ء

ترک حکمرانوں کی عیاشی کے قصے اب بھی زبان زدِ عوام ہیں اور حوض و تالاب جن میں حوریوں کے ہمراہ ننگے نہایا کرتے تھے نشان دہی کے لئے آثار موجود بتلائے جاتے ہیں۔ اُن میں وہ مجلہ عیب دار آثار بام عروج پر پہنچ چکے تھے جو کسی قوم کے زوال کا سبب بنائے جاتے ہیں، اس جملہ پر فیل کا کام راجہ بابا کی "بددعا" نے کیا۔ جو اُن کی عیاشیوں سے نالاں تھے۔ یہ روایت خود ترک گھرانوں میں اب تک زبانی بیان کی جاتی ہے، کہ ہم ترکوں کا زوال راجہ بابا کی بددعا سے ہوا۔

میں نے ایک روایت اپنے کانوں سے یہ بھی سُنی ہے۔ کہ سید جلال بابا کو دیوان راجہ بابا ہی نے لشکر کشی کا مشورہ دیا۔ تو اس تمہید سے میرا مقصد یہ بیان کرنا تھا، کہ سید جلال بابا، بھائی خان اور مراد خان میں کس قدر یک جائی، ہم عصری، قربت اور عقیدت مندی تھی یا مواقع حاصل تھے۔ بلکہ اسی تاریخ ظفر مذکور میں لکھا ہے، کہ مراد خان فقیر دوست آدمی تھا، وہ راجہ بابا کا معتقد مند اور خدمت گذار تھا، راجہ بابا بھی اُس کے اوصاف حمیدہ سے خوش تھے، اور دعائیں اُن کے شامل حال تھیں۔ بلکہ آگے یہ بھی مذکور ہے، کہ دیوان راجہ بابا نے حکومت پکھلی کی دستار اپنے ہاتھ سے مراد خان کے سر پر رکھی (یقیناً بعد وفات سید جلال بابا اور بھائی خان) اور مراد خان کے بعد انکی اولاد سے محمد سعید خان نے

دیوان راجہ بابا کے مرنے کے بعد اُن کے مزار پر جاروب کشی بھی کی اور یہ عقیدت مندی اس خاندان کی آج تک برابر قائم ہے اسی بنا پر الحاج محمد نسیم خان (مرحوم) کے عہد تک سرداری کی پگڑی بھی اسی خاندان میں ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کے سر بندھی چلی آرہی تھی۔ سادات کا خان اور خان خیل خاندان آج بھی اسی مقام پر نظر آتے ہیں۔

سید جلال بابا کی وفات اور اُن کا مدفن

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید جلال بابا اپنے مقررہ علاقے کی درویشی انتظام و اہتمام میں مصروف رہے، اور اُنکا مسکن بدستور موضع بھوگرومنگ رہا۔ اگرچہ کچھ مدت نوکوٹ میں بھی رہے۔ جب اپنی طبعی عمر پوری کر کے وفات پائی، تو بھوگرومنگ ہی میں مدفون ہوئے۔ اُن کا مزار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ افسوس کہ سال وفات کا سراغ نہ مل سکا۔ یہ بھی ایک سانحہ ہے، کہ فاتح پکھلی کی وفات کا سن و سال کسی سے محفوظ نہ ہو سکا۔ یا ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکا۔

راقم الحروف نے ۱۶ جون ۱۹۷۲ء کو فاتح پکھلی کا مزار اچھی طرح دیکھا اسکے وسیع احاطے کے اردگرد پختہ دیوار اور دروازے ہیں قبر پر

تک سیمنٹ کی واجبی سڑک اور سیڑھیاں وغیرہ بھیں، انھیں راجہ ذوق اختر (بچہ) نے صرف کثیر اپنی گرہ سے کر کے پختہ و محفوظ کیا، جزاک اللہ۔ احاطے کے اندر راستے میں قور شاہ غازی بابا ابن شاہ زمان ابن سید جلال بابا کا مزار پڑتا ہے، جس پر تاج محمد ولد اللہ داد خان نے شاہنشاہی کتبہ سنگ مرمر کا سر جانے لگایا ہے، وہ بھوگڑ سنگ ہی کے مکین ہیں، آگے چلتے ہوئے سید جلال بابا کا مزار آتا ہے، دونوں قبریں پختہ چبوترہ شدہ ہیں، اس پر بھی غالباً کتبہ تھا۔ یاد نہیں کہ کیا عبارت کندہ تھی۔

احاطے سے باہر ایک مسجد ہے، مجاوروں کے قول کے مطابق انھوں نے چندہ کر کے بنائی ہے، اس وقت مجاور مسکین اور محمد یونس نام تھے، یہ اسی زمانے سے نسلاً بعد نسل اپنا خدمت گار ہونا بیان کرتے ہیں، ان کے پاس میری میں دی ہوئی زمین (معافی) اب تک باقی ہے، صرف سرکاری مالیہ ادا کرتے ہیں، مزار بالکل غیر معتف، بارش ہوا وغیرہ لگتی ہے۔ چار دیواری کا کام اور کچھ اضافہ و ترمیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، عموماً سوائی خاندانوں کے معتول افراد، خاص خیل ہوا دری اور خصوصاً سادات کاکان (سید منزل شاہ اُس وقت وزیر تھے[1]) استدعا کرتا

---

[1] یہ مضمون راقم نے دو قسطوں میں ہمدرد کے مؤقر جریدے میں جو ملک غلام ربانی ہمدانی ایڈیٹر کی یادگار ہے، ۱۹۷۳ء میں تحریر کیے تھے۔ اس وقت سید منزل شاہ وزیر تھے۔ اب الحاج سید قاسم شاہ دکھوائی (بارہمولہ) چیئرمین ضلع مانسہرہ ہیں۔

ہوگی وہ اس طرف سے بھی توجہ دیں۔ وہ اس کام کو بطریق احسن سرانجام دے سکتے ہیں، وہ ان سب کے محسن ہیں، سید جلال بابا ہی کے تو بڑے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے تین صدیاں گذرنے پر بھی آپ کی آن بان میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔

زیارت پر ہر دو عیدین پر ایک میلہ لگا ہوتا ہے، قرب و جوار سے لوگ فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے ہیں، ان کی اولاد "سادات کاکان" کا ذکر الگ بیان ہوا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

موجودہ ۱۸ اور ۱۹

سید فرید ولد سید جلال شاہ ولد سید سکی شاہ ولد سید عمران شاہ بردار حاگیردار پھگلہ ولد سید مبارک شاہ ولد سید شاہ فرقان ولد سید قطب شاہ ولد سید پیر عیدی ولد بابا صاحب سید پیر فخر الدین شاہ ولد سید میاں باقی بابا ولد سید میاں ساقی بابا ولد سید لوہاب بابا ولد سید مطلبی بابا ولد (سید علی ترمذی پیر بابا)

ملاحظات

۱ ـــــ تاریخ القریش (قلمی)

۲ ـــــ تاریخ ہزارہ کیپٹن ولیس ۱۸۷۴ء

۳ ـــــ تاریخ سشیر بہادر خان۔ پی۔ ایبٹ آباد

۴ ـــــ تاریخ ہزارہ۔ راجہ محمد ارشاد۔ ہری پور ہزارہ (جلد اول)

شجرہ نسب سید جلال بابا (فاتح پکھلی) ضلع مانسہرہ

سید علی ترمذی بمشہور پیر بابا بونیر

سید حبیب اللہ (لاولد)

سید مصطفیٰ بابا

میاں عبدالوہاب بابا

میاں محمد قاسم

پیر عبداللہ بابا

سید جلال بابا (بھوگرگرامنگ)

سید مسعود بابا

شاہ زمان شاہ

پیر امام بابا [1]

نجم الدین بابا

سعد الدین [2]

میاں سید

سید ابراہیم

قاضی نور شاہ بابا (مدفون بھوگرگرامنگ)

فتح اللہ شاہ (نماز کوٹی بابا)

سید مہدی شاہ (کھیڑہ بالاکوٹ) سن ۱۸۳۱ء میں

سید ظفر شاہ

سید خلیل احمد شاہ

سید محمود شاہ

جلال بابا
↓
شاہ زمان
↓
عرب شاہ
↓
احمد شاہ عبدالصمد شاہ مصطفیٰ شاہ
↓
حسن علی شاہ
↓
خطاب شاہ
↓
یعقوب شاہ

---

[1] انکی اولاد پیر امامی کہلاتی ہے ، [2] سعد الدین

دیوان راجہ بابا

احوال و آثار مع کلام

تحقیق و ترتیب ——— محمد خواص خان

تعارف ——— بشیر محمود اختر

صفحات ——— ۸۸

قیمت ——— ۶ روپے

860

شائع کردہ

مجلسِ علم و ادب

پوسٹ بکس نمبر ۷۵۸ ۔ راولپنڈی